السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

فلمیں اورڈرامے دیکھنے کا کیا حکم ہے جبکہ وہ اسلامی اوردینی ہوں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اسلام میں فلموں اورڈراموں کا کوئی شرعی جواز نہیں ہے، اوراس کی کئی وجوہات ہیں:

1۔ اولا یہ کفار کی تقلید اور مشابہت ہے اور کافروں کا طور طریق انہیں ہی زیب دیتا ہے نہ کہ مسلمانوں کو۔ اور کفار یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں ایسے ذرائع کی اشد ضرورت ہے جوانہیں نیکی کے کاموں پر برانگیختہ کریں اورابھاریں۔ ان کے پاس ایسی کوئی شریعت نہیں ہے جیسی کہ ہمارے پاس ہے۔ والحمدللہ۔ ہماری یہ شریعت نیکی اور خیر سے مالامال ہے۔ قرآن کریم کی ایک ہی آیت بے شمار فلموں اورڈراموں سے بڑھ کر ہے اورایک صاحب ایمان کو ان لغویات سے مستغنی اور بے پرواہ کردیتی ہے۔

توجوامت حلال وحرام کونہ جانتی ہو، ہم ان سے اس کا طور طریقہ، چلن اور ثقافت کیونکر لے سکتے ہیں؟

یہ ذرائع ان ہی کے لائق ہیں، یہ ہمیں قطعا زیب نہیں دیتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس ان سے بڑھ کر خیر موجود ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک صحیفہ دیکھا، اورپوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کہا کہ یہ توراة کا ایک حصہ ہے جومجھے ایک یہودی نے لکھ کر دیا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "کیا تم (ابھی سے) مضطرب اور ادھر اُدھر متوجہ ہونے لگے ہو جیسے کہ یہود ونصاریٰ مضطرب ہوگئے ہیں؟ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے توانہیں بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔'' (مسند احمد بن حنبل: 378/3، حدیث: 15195۔ شعب الایمان للبیہقی: 199/1، حدیث: 176۔

2۔ ان فلموں اورڈراموں میں جھوٹ کا عنصر ضرور شامل ہوتا ہے جس کا تاریخ اسلامی یا سیرت میں کوئی اصل نہیں ہوتا۔

3۔ ان چیزوں میں مرد، عورتوں کا اور عورتیں مردوں کا روپ بھی دھارلیتی ہیں۔ اس تشبہ کے ساتھ ان کا آپس میں غیر شرعی اختلاف بھی ہوتا ہے۔

اورسیرت میں یہ صحیح واقعہ موجود ہے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ سفر میں جارہے تھے کہ انہوں نے ایک درخت دیکھا، جس کے ساتھ مشرک لوگ (تبرک کے طور) اپنا اسلحہ لٹکایا کرتے تھے۔ توکچھ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی کوئی ذاتِ انواط مقرر کردیجیے جیسے کہ ان کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اکبر! یہی ان کی پیروی ہے! تم نے تو وہی بات کہہ دی ہے جو قوم موسیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ: "ہمیں بھی ایک الہ بنا دیجیے جیسے کہ ان کا الہ ہے'' (الاعراف: 138) (صحیح ابن حبان: 15/94، حدیث: 6702، صحیح علی شرط مسلم۔ مسند احمد بن حنبل: 5/218، حدیث: 21947)۔

خیال رہے کہ قوم موسیٰ علیہ السلام کے مذکورہ بالا مطالبہ الہ اور صحابہ رسول کے مطالبہ ذات انواط میں بڑا فرق ہے۔ یہودیوں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں کوئی بت بنا دیں جس کی ہم عبادت کیا کریں۔ جبکہ صحابہ رسول نے صرف اس قدر کہا تھا کہ ہمارے لیے کوئی درخت مقرر کردیں (ذات انواط کی طرح کا) جس پر ہم اپنا اسلحہ لٹکا کر برکت حاصل کرلیا کریں جیسے کہ ان مشرکین کا ہے۔ تو اتنی بات کو جس میں کہ صرف لفظی مشابہت پائی گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت برا جانا اوراس کا انکار کردیا، اور مسلمانوں کے لیے کفار کی مشابہت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔

کفار ان ڈراموں وغیرہ کے درپے کیوں ہوتے ہیں۔۔؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس روحانی تسکین اورروح کی غذا کے لیے کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ہم مسلمانوں کے پاس ہے۔ سوہمارا ان سے اس قسم کی چیزیں لینا بہت خطرناک ہے۔ تاہم دیگر آلات اور وسائل سفر وغیرہ لینا جیسے کہ گاڑیاں ہیں یا جہاز وغیرہ تو یہ دوسری چیزیں ہیں جو (مَنۡ تَشَبَّہَ بِقَوۡمٍ فَہُوَ مِنۡہُمۡ) (سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی لبس الشھرۃ، حدیث 4031، صحیح۔) (جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ ان ہی میں سے ہوگا) کی وعید میں نہیں آتیں۔

اوراگر ٹیلی ویژن میں کوئی ضروری چیزیں دکھلائی جائیں، تو یہ ایک آلہ ہے اورجائز وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ مگر جب اس میں ہر قسم کی بھلی بری چیزیں پیش کی جانے لگی ہیں، تو مسئلہ مختلف ہے۔ اور ہمیں مفروضوں پر نہیں رہنا چاہیئے جبکہ صورت حال واقعی بڑی گھمبیر ہے۔ اورکیا وجہ ہے کہ سوال اس طرح کیوں نہیں کیا جاتا کہ اس ٹیلی ویژن کا کیا حکم ہے جواب ہم دنیائے عرب میں دیکھتے ہیں؟ یہ توکبھی نہیں پوچھا جاتا کہ علمی اجتماعات کا کیا حکم ہے؟ ہمارے لوگ اس چیز کا سوال توکرتے ہیں جوجائز ہوتی ہے، اوراس سے چشم پوشی کرلیتے ہیں جو یقینی طور پرناجائز ہوتی ہے۔ کیا بھلا کسی ادارے نے ٹیلی ویژن پر کسی عالم کو صرف اس غرض سے پیش کیا ہے جو مسلمانوں کو صرف مسنون مناسک حج کی تعلیم دے، یا اس سے کم تر۔۔ کسی عالم کو پیش کیا گیا ہے کہ لوگوں کو مسنون طریقہ نماز دکھلائے تاکہ لوگ اس سے علمی فائدہ حاصل کریں؟

کیا وجہ ہے کہ ہم ایسی چیزوں کا اہتمام نہیں کرتے جو مسلمانوں کے لیے یقینی طور پر مفید ہیں بلکہ اس کے برعکس ایسی ویسی باتیں پوچھتے ہیں۔

هذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[احکام و مسائل، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا]

صفحہ نمبر134

محدث فتویٰ